کلام اشرف

چلنا ہے مدینے سے ، آواز یہ آئی ہے
دل دوز خبر کس نے آکر یہ سنائی ہے
سرکار کی گلیوں میں ہم چین سے رہتے ہیں
اے یادِ وطن پھر کیوں ہنگامہ نوائی ہے
پایا ہے درِ جاناں مشکل سے بہت یارو
جانے کے لیے پھر کیوں تمھیدا ٹھائی ہے
جانا تھا مرے یارو خاموش چلے جاتے
جذباتِ محبت کو کیوں ٹیس لگائی ہے
جانا تو نہ تھا لیکن، جاتے ہیں مدینے سے
قانون نے کچھ ایسی پابندی لگائی ہے
سرکار کرم کیجے ہر سال بلا لیجے
ہم درد کے ماروں نے یہ آس لگائی ہے
مانگوں بھی تو کیا مانگوں بس اپنی خوشی دے دو
اس بھیک میں پوشیدہ ہر ایک بھلائی ہے
جاگے گا نصیب اپنا آئیں گے وہ آئیں گے
ارمانوں کی دنیا میں اک شمع جلائی ہے
فرمانِ نبی یعنی، مَن زَارَ کے مژدے نے
اشرف کو شفاعت کی امید بندھائی ہے

☆☆☆

ان کی مرضی ہوگئی اٹھے قدم سوے حرم
سلسلہ یہ چل رہا ہے دیکھیے ان کا کرم
صبح یا شام ہو، دن ہو کہ شب ہو ہر گھڑی
ہے برستا خلق پر آقا کا بارانِ کرم
ان کا ذکرِ پاک لب پر ان کی یادیں قلب میں
لے کے دیوانہ چلا اس شان سے سوے حرم
دے دیں اذنِ حاضری ہر سال میں آتا رہوں
یوں ہی مولیٰ آپ کا ہوتا رہے جود و کرم
یوں تو ہیں ہر آن آقا کی کرم فرمائیاں
بر سرِ محشر بھی رکھ لیں اس کمینے کا بھرم
بے ادب گستاخ جو ہے سید ابرار کا
ہے نہ اس کا دین کوئی اور نہ کوئی دھرم
عرض کر کے رک گئے سدرہ پہ یہ روح الامیں
جل ہی جائیں گے مرے پَر، یک سرِ مُو گر پَرم
ہے کمینہ بے سلیقہ اشرفِ عصیاں شعار
اِس طرف بھی اک نظر ہوا ے شہِ جود و کرم

☆☆☆

مرے کریم کا ایسا کرم ہوا مجھ پر
پچیس سال مسلسل بلالیا در پر
نگاہ جب بھی گئی روضۂ منور پر
سکونِ قلب ملا اور سکونِ روح و نظر
مرے حضور کی ذرہ نوازیاں دیکھو
کہ ایک ذرۂ کمتر کو کر دیا برتر
مری بساط کہاں ،اور کہاں یہ فضل و کرم
یہ تو حضور کے فیضانِ خاص کا ہے ثمر
نگاہِ نور اٹھی ہے جدھر جدھر اُن کی
فضاے تار میں چمکے ہزاروں شمس وقمر
حضور آپ کی شانِ سخا کا کیا کہنا
بٹے ہیں آپ کے در سے ہمیشہ لعل و گہر
نگاہِ شوق کی تابندگی ترے جلوے
سرِ نیاز کی آسودگی ترے در پر
کرم کی بھیک میں اپنی خوشی عطا کر دو
تمہارے در پہ کھڑا ہے مجیبِ خستہ جگر
سرِ نیاز جھکاتا ہے اشرفِ رضوی
کرم کا ہاتھ بھی رکھ دو غلام کے سر پر

☆☆☆

اے نسیمِ سحر جا کے طیبہ نگر میرے آقا کے دربار کے سامنے
باادب عرض کر حالِ دردِ جگر دونوں عالم کے مختار کے سامنے
رہنما راہ زن ، راہ زن رہنما، الاماں الاماں الاماں الاماں
لٹ نہ جائے مسافر ترا کارواں چل سنبھل کر ان اشرار کے سامنے
یہ نئی روشنی ، یہ نئی انجمن ، دیکھنے میں حسیں ہے ،مگر پُرفتن
ایٹمی طاقتوں کی حقیقت ہی کیا مردِ مومن کی للکار کے سامنے

☆☆☆

تمنا ہے کہ دربارِ نبی میں جب پہنچ جاؤں
درِ اقدس پہ اپنا دردِ دل خود ہی سنا آؤں
سبھی ڈھونڈا کریں، پوچھا کریں ، پائیں نہ وہ مجھ کو
مدینے کی گلی کوچوں میں یوں گم ہو کے رہ جاؤں
مکینِ گنبدِ خضرا تری یادوں کے صدقے میں
مدینے میں جگہ تھوڑی برائے دفن پا جاؤں

☆☆☆

نصیب لے کے چلا ہے مجھے مدینے کو
نہ روک پائے گا طوفاں مرے سفینے کو
رہِ مدینہ ہے پاسِ ادب ضروری ہے
لگے نہ ٹھیس کہیں عشق کے قرینے کو
نظر نواز ہے ہر ایک شے مدینے کی
چمن بنا دیا کانٹوں نے میرے سینے کو
نہیں سلیقہ مجھے در پہ کس طرح پہنچوں
شعور بخش دے مولیٰ مرے قرینے کو
ملی ہے دولتِ عشقِ نبی بفیضِ رضا
بچائے رکھنا الٰہی مرے خزینے کو
کھڑے ہیں رہزن و عیار تیری راہوں میں
نہ لوٹ لیں کہیں ایمان کے نگینے کو
مری حیات کا ہر ایک لمحہ خوشبو دے
مجیب پائے جو سرکار کے پسینے کو
رہِ وفا ہے سنبھل کر چلو یہاں اشرفؔ
لگے نہ ٹھیس محبت کے آبگینے کو
غلامِ مصطفی ہے منتظر نوازش کا
نواز دیں مرے سرکار بے قرینے کو

☆☆☆

جہاں بھی تھک کے ہارا، وہیں سے انھیں پکارا
نہ کہیں گیا نہ آیا ، مجھے مل گیا سہارا
وہ ہیں رحمتِ دوعالم، میں اسیرِ شامِ غم ہوں
میں یوں ہی تڑپتا رہتا، انھیں کب تھا یہ گوارا
درِ مصطفی پہ لے کر مجھے شوقِ دل چلا ہے
یہ کہاں بساط اپنی ، یہ انھیں کا ہے سہارا
میں گناہ گار ایسا ، نہیں کوئی میرے جیسا
یہ کرم ہے اُن کا کیسا کہ بلالیا دوبارا
وہ حبیبِ کبریا ہیں ، میں سگِ دیار اُن کا
سرِ عرش ہے یوں چمکا مرے بخت کا ستارا
سرِ حشر جب کھلیں گے مری معصیت کے دفتر
وہ کہیں گے اس کو چھوڑو یہ غلام ہے ہمارا
مرے ہم نفس اٹھو اب، مرے ہم سفر چلو اب
درِ مصطفی پہ ہوگا بڑے چین سے گزارا
وہ کرم نواز مولیٰ ، سبھی جرم بخش دے گا
یہ یقیں ہے مجھ کو اشرفؔ وہ کریں گے جب اشارا

☆☆☆

عشاق کی یہ بزم ہے تشریف لائیے
سرکار اپنا جلوۂ زیبا دکھائیے
ظلم وستم کی دھوپ میں کب تک جلیں گے ہم
لطف وکرم کی چھاؤں میں اب تو بلائیے
رہزن کھڑے ہیں تاک میں کوئی نہیں شہا
سرکار ان کمینوں سے ہم کو بچائیے
بادِ خلاف تیز ہے دریا ہے باڑھ پر
منجدھار میں ہے ناو کنارے لگائیے
صبحِ وطن سے دور شبِ غم نے آلیا
رنج و الم کے دام سے للہ چھڑائیے
زار و نزار حاضرِ دربار ہوں شہا
قلبِ حزیں سے بوجھ غموں کا ہٹائیے
بردِ یمانی رُخ سے ہٹا کر مرے حضور
حرماں نصیب ہوں مری قسمت جگائیے
تھوڑی جگہ عطا کریں اشرفؔ کو پاس میں
جامِ غمِ فراق نہ اُس کو پلائیے

☆☆☆

اشرف الفقہا مولانا مفتی مجیب اشرف رضوی کی عقیدت افروز شاعری

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی

حضور اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی برکاتی نور اللہ مرقدہٗ (ولادت : ۲۰ ؍ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ / ۶ ؍ نومبر ۱۹۳۷ء۔ وفات: ۱۵ ؍ ذی الحجہ ۱۴۴۱ھ / ۶ ؍ اگست ۲۰۲۰ء) کو شعر وادب کا بڑا پاکیزہ ذوق وشوق تھا۔ آپ ایک اچھے سخن سنج ،سخ داں اور سخن شناس تھے۔شارحِ کلامِ رضا کی حیثیت سے دنیائے سنیت میں مشہور ومعروف رہے۔طبیعت موزوں تھی شعر کہتے تھے اور خوب کہتے تھے لیکن شاعری کی طرف مستقل رغبت نہیں رکھی۔البتہ سفرِ حج کے دوران محبوبِ کردگار ﷺ کے شہرِ پاک مدینہ منورہ میں عین دربارِ رسالت مآب میں حاضری کے وقت اکثر نعتیں قلم بند فرمائیں۔ایسے لگ بھگ پچاس ساٹھ کلام ہوں گے جو کہ آپ نے مدینۂ طیبہ میں رقم فرمائے۔ ویسے حضور اشرف الفقہاء نے شاعری کا آغاز زمانۂ طالب علمی ہی میں کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ناچیز مشاہد رضوی کے استفسار پر اس ضمن میں حضرت نے اپنی شاعری کی ابتدا سے متعلق ایک واقعہ بتایا تھا: ” 1954ء کے آس پاس جب میں بریلی میں زیرِ تعلیم تھا یہاں ایک عظیم الشان آل انڈیا طرحی مشاعرہ منعقد ہوا،جس کی صدارت مشہور شاعر شکیل بدایونی کر رہے تھے، مصرعِ طرح تھا ”کس طرح آتا ہے دل اور کس طرح جاتا ہے دل“ میں نے بھی اس مصرع پر طبع آزمائی کی کوشش کی اور ایک نعت تحریر کر کے مشاعرہ گاہ پہنچا، مشاعرہ پڑھنے کا موقع ملا،مصرعِ طرح پر میں نے جو گرہ لگائی تھی اسے سن کر صدرِ مشاعرہ شکیل بدایونی نے بہت داد دی اور دس روپے کے انعام سے بھی نوازا“۔ حضرت کے اولین کلام کا مذکورہ شعر یہ تھا جس پر شکیل بدایونی نے انعام سے دیا:

میں ازل سے اُن کا دیوانہ ہوں مجھ کو ہوش کیا
’کس طرح آتا ہے دل اور کس طرح جاتا ہے دل‘

اسی نشست میں حضرت نے اپنی ایک نعت بھی سنائی جس کا مطلع مجھے بے حد پسند آیا تھا اور میں نے اس کی کئی بار تکرار کروائی۔ مطلع تصویریت کا حسن اور منظر کشی کا جمال لیے ہوئے ہے۔ لفظیات وتراکیب قابلِ دید وشنید ہیں، آقائے کریم ﷺ کے جلوۂ جہاں آرا کو نگاہِ شوق کی تابندگی اور آپ ﷺ کے مبارک تلووں کو سرِ نیاز کی آسودگی کہنے میں جو تازگی، طرفگی اور شیفتگی ہے وہ قلب وروح کو سرشار کر رہی ہے:

’نگاہِ شوق‘ کی ’تابندگی‘ ترا جلوہ
’سرِ نیاز‘ کی آسودگی‘ ترا ’تلوہ‘

حضور اشرف الفقہاء کا کلام عقیدے اور جذبات عقیدت کا آئینہ دار ہے۔خلوص وللّٰہیت اور سچائی و صداقت کی لہریں کلام کی زیریں رَو سے ابھر ابھر کر ہمیں شاد کام کرتی ہیں۔آپ کے کلام میں جذبہ وتخیل، معانی آفرینی، پیکر تراشی، ترکیب سازی، محاورات، محاکات، ایجاز واختصار وغیرہ کے گوہر ہائے آب دار موجود ہیں۔آپ کے اشعار میں ایک اچھی اور سچی شاعری کی خوبیاں جلوہ گر نظر آتی ہیں۔

چوں کہ آپ کی پاکیزہ فکر نے اکثر نعتیں مدینۂ منورہ یا سفرِ مدینہ کے دوران کہی ہیں، آپ کے کلام میں وارداتِ قلبی اور کیفیاتِ دلی کی صاف وشفاف ترجمانی ملتی ہے جن میں سلاست و روانی کے ساتھ ساتھ سادگی کا عنصر زیادہ نظر آتا ہے۔دراصل آپ نے

شعری حُسن وکیف سے زیادہ عشق ومحبتِ رسول ﷺ کے اظہار کے لیے عقیدت افروز تقدیسی شاعری رقم کی۔ ذیل میں آپ کے چند نمائندہ اشعار نشانِ خاطر کریں:

ہٹا دو بُردِ یمانی رخِ منور سے
نگاہِ شوق بھی اب شاد کام ہوجائے

سبھی ڈھونڈا کریں ،پوچھا کریں، پائیں نہ وہ مجھ کو
مدینے کی گلی کوچوں میں یوں گم ہو کے رہ جاؤں

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری ہر اہلِ ایمان کی ایمانی خواہش اور قلبی آرزو ہے اور جو بھی اس دربارِ گہربار میں بار بار آتا جاتا رہتا ہے، وہ قابلِ رشک ہے۔ایسے خوش نصیب صاحبِ ایمان پر ہر اہلِ نظر کو یقیناً رشک ہونا بھی چاہیے:

اس کی قسمت پہ نہ کیوں رشک کریں اہلِ نظر
جو لگا تار ہو سرکار میں آتا جاتا

خود اشرف الفقہاء کی ذات اس خصوص میں قابلِ رشک رہی ہے کہ آپ کو لگا تار تین دہائیوں تک طواف وزیات کی سعادت ملتی رہی۔ یہ بھی کیسا عجیب وغریب اور حسین وجمیل اتفاق ہوا کہ موصوف نے ۲۰۱۹ء میں ۳۳ ؍ واں حج کیا اور آپ کے سالِ وفات ۲۰۲۰ء میں جب کہ حالات اور ناگزیر وجوہات (کورونا وائرس کی بندشوں) کے سبب اس سے محروم رہ گئے، اہلِ نظر کا وجدان کہتا ہے کہ امسال حج وزیارت سے محرومی نے فراقِ حبیب میں اتنا آزردہ کر دیا کہ محبوبِ حقیقی سے جا ملے، کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

گزشتہ سال تک اشرف، خدا کے گھر کو جاتے تھے
مگر اِس سال تو حضرت، خدا کے قرب میں پہنچے

واقعی حضور اشرف الفقہاء کا یوں حج کے مہینے میں قربِ خداوندی میں جانا آپ کی مکۂ مکرمہ اور مدینہ طیبہ سے والہانہ انسیت اور مخلصانہ لگاؤ کا واضح اشارہ ہے۔ نبیِ کریم ﷺ کے روضۂ مقدسہ کی زیارت اور حاضریِ دربار کی خواہش ہر اہلِ ایمان کے قلب وروح میں بسی ہوئی ہے۔ ہر اہلِ عقیدت یہ چاہتا ہے کہ کم از کم ایک بار بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں اے کاش حاضری کی سعادت مل جائے۔ اشرف الفقہاء ایسے جملہ عاشقوں کی ترجمانی کرتے ہوئے بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں یوں التماس کرتے ہیں:

ظلم وستم کی دھوپ میں کب تک جلیں گے ہم
لطف وکرم کی چھاؤں میں اب تو بلائیے
صبحِ وطن سے دور شبِ غم نے آلیا
رنج و الم کے دام سے للہ چھڑائیے

ان اشعار میں ’ظلم وستم کی دھوپ‘ کی مناسبت سے ’لطف وکرم کی چھاؤں‘ اور ’صبحِ وطن‘ کی مناسبت سے ’شبِ غم‘ کے استعمال نے شعر کے کیف کو دوبالا کر دیا ہے۔صنعتِ طباق وتضاد کے ساتھ ساتھ مراعاۃ النظیر کا حُسن بھی قابلِ داد ہے۔

دنیا میں تو سرکارِ دوعالم ﷺ کی ثناخوانی اور نعت گوئی کی سعادت ملتی رہی۔عاشق چاہتا ہے کہ کاش محشر میں بھی ایسا موقع نصیب ہو کہ آقا کی ثناخوانی وہاں بھی کرتے کرتے کیف وسرور حاصل کرے:

کاش محشر میں کوئی ایسا بھی موقع ملتا
نعت سرکار کی ، سرکار میں پڑھتا جاتا

اشرف الفقہاء نے تادمِ حیات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی کے مسلکِ حق وصداقت اور پیغامِ عشق ومحبت کو اکنافِ عالم میں عام وتام کرنے میں مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ آپ کا لمحہ لمحہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں بسر ہوا۔ آپ نے عشقِ رسول ﷺ کی دولتِ عظمیٰ اور ایمان وعقیدے کے تحفظ کے لیے اپنی حیاتِ مستعار کو وقف کر دیا تھا۔ان کی نظر میں یہ قیمتی دولت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے عاشقِ صادق کے فیضانِ تجلّی سے حاصل ہوئی تھی اور اس کی حفاظت و صیانت سب سے اہم فریضہ ہے۔بارگاہِ خداوندی میں یوں دعا گو ہیں:

ملی ہے دولتِ عشقِ نبی بفیضِ رضا
بچائے رکھنا الٰہی مرے خزینے کو

حضور اشرف الفقہاء نے نعت کے علاوہ دیگر اصنافِ سخن میں بھی طبع آزمائی فرمائی۔اولیائے کاملین کی شان میں مناقب بھی تحریر کیں۔تاجدارِ کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، خواجہ غریب نواز، حضور مفتیِ اعظم ، حضور برہانِ ملت، حضور احسن العلماء، حضور شارح بخاری علیہم الرحمۃ کی شان میں لکھی گئیں منقبتیں شعری وفنی محاسن کا اعلیٰ نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایجاز واختصار اور تراکیب کا مرقع بھی ہیں۔

اشرف الفقہاء مفتی محمد مجیب اشرف رضوی کے دل میں اصلاحِ امت کی سچی تڑپ اور لگن موجزن تھی۔تاعمر تقریر وتحریر کے ذریعے امت کی اصلاح و فلاح کی خاطر مصروف رہے۔ایمان وعقیدے کے تحفظ کے لیے ہمہ وقت مشغول رہے۔ آپ امتِ مسلمہ کی بدحالی اور پستی پر تڑپتے اور پھر گریہ کناں ہوجاتے تھے۔آپ کی نظم ”طرزِ وفا“ اسی رنگ و آہنگ کے ساتھ قلم بند ہوئی ہے ،جب جب مسلمانوں کا ضمیر مردہ ہوا ہے، تب تب ان کی عزتیں نیلام ہوئی ہیں ۔ سجدوں اور عبادت کا ذوق وشوق اور شریعت کا لحاظ اور پاس جب جب ختم ہوا اور نفسانی خواہشات نے طبائع پر ڈیرہ جمایا مسلمان تباہ وبرباد ہوا۔ سچ تو یہی ہے کہ اہلِ ایمان پر ٹوٹنے والے مصائب و آلام خود ان کے اپنے اعمالِ بد کا نتیجہ

> آپ ایک اچھے سخن سنج ،سخ داں اور سخن شناس تھے۔شارحِ کلامِ رضا کی حیثیت سے دنیائے سنیت میں مشہور ومعروف رہے۔طبیعت موزوں تھی،شعر کہتے تھے اور خوب کہتے تھے لیکن شاعری کی طرف مستقل رغبت نہیں رکھی۔البتہ اکثر نعتیں سفرِ حج کے دوران محبوبِ کردگار ﷺ کے شہرِ پاک میں عین دربارِ رسالت مآب میں حاضری کے وقت قلم بند فرمائیں۔

ہیں غیروں سے اس کا شکوہ کیسا:

ذوقِ سجدہ بھی نہیں ، پاسِ شریعت بھی نہیں
خواہشِ نفس نے گردن میں ہے ڈالی زنجیر
بات اپنوں کی ہے، غیروں کی شکایت کیسی
ہم بگڑتے نہیں ، گرتی نہیں ، برقِ شمشیر

حضور اشرف الفقہاء نور اللہ مرقدہٗ کی عقیدت افروز تقدیسی شاعری بڑے خاصے کی چیز ہے جو اہلِ عقیدت ومحبت کو لطف وسرور عطا کرتی ہے۔کیا ہی بہتر ہو کہ آپ کے جذبات کی صداقت، خیالات کی طہارت ، افکار کی رفعت ، معانی کی وسعت اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی الفت ومحبت سے لبریز منتشر کلام یکجا ہو کر منظرِ عام پر آجائیں تا کہ اہلِ محبت اس قیمتی اثاثے سے بہرہ مند ہوسکیں ۔اللہ کریم حضور اشرف الفقہاء کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ہمیں ان کے فیضانِ علمی سے مالا مال فرمائے ، آمین بجاہ النبی الامین الاشرف الافضل النجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ ■■

حضرت اشرف الفقہا کی ہمہ جہت شخصیت

محمد عابد حسین قادری نوری مصباحی

مفتیٔ اعظم مہاراشٹر، پیرِ طریقت ، رہبرِ شریعت اشرف الفقہا حضرت مفتی مجیب اشرف رضوی مرید وخلیفۂ سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے انتقال پر ملال سے اہل سنت وجماعت کے درمیان جو خلا واقع ہوا ہے آسانی سے پر نہ ہوگا۔ان کی ذات ستودہ صفات تھی۔وہ کئی خوبیوں کے جامع تھے۔نہایت ذمہ دار وباوقار عالم دین اور مفتی۔ مفتی اعظم مہاراشٹرا اور اشرف الفقہا کے زرین خطابات آپ کو زیب دیتے ہیں۔

آپ نہایت متحرک وفعال شخصیت کے مالک تھے ۔ جہاں آپ لاکھوں مریدین ومتوسلین کے پیر کامل تھے ،وہیں ماہر مدرس بھی تھے۔آج سے گیارہ سال قبل ۲۰۰۹ء کی ایک مجلس میں خود راقم السطور کے سامنے فرمایا: ”میں نے پہلے بیس سال تک درس گاہ کی خدمت کی ،درس وتدریس کا کام انجام دیا،علوم وفنون از بر کئے ، اس کے بعد ہی بیعت وارادات اور تبلیغ وارشاد کے میدان میں قدم رکھا۔وہ عظیم سماں تھا، پر کیف گھڑی تھی، جب ۱۵ ؍ صفر میں آپ کی متنوع شخصیت اور ہمہ جہت دینی خدمات کے اعتراف میں حضور قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری جمشید پور علیہ الرحمہ کے عرس کے موقع سے مدعو کر کے حضور قائد اہل سنت ایوارڈ اور اشرف الفقہاء کا تکریمی خطاب آپ کو دیا گیا۔ آپ مایۂ ناز مصنف ہونے کے ساتھ بہترین خطیب بھی تھے ۔آپ کے خطابات اور تقاریر کی ایک عالم میں دھوم ہے۔

مولانا مفتی مجیب اشرف کو علامہ ارشد القادری چیریٹیبل ٹرسٹ کی پیش کردہ قائد اہلسنت ایوارڈ اور خطاب ’اشرف الفقہا‘ کی شیلڈ اور (نیچے) سند توصیفی

نہایت خوش گلو تھے ،بسا اوقات مترنم آواز میں تقریر فرماتے ،جس سے سامعین خوب محظوظ ہوتے۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کوئی ایک شعر لیتے اور پوری تقریر اس پر کر ڈالتے ۔اس فن میں آپ کو ملکہ حاصل تھا ۔اس عرس مبارک کے موقع سے بھی آپ ہزاروں کے مجمع میں بطور تشکر کافی دیر تک نہایت جامع وپرمغز خطاب فرمایا۔ اس سفر میں آپ کے ساتھ آپ کے خادمِ خاص حضرت مولانا غلام مصطفیٰ رضوی بھی تھے۔اس موقع پر آپ کو شہر کے ایک اچھے رہائشی ہوٹل ”سٹی ان“ میں ٹھہرایا گیا تھا۔ ضیافت وخدمت راقم السطور کے ذمہ تھی ۔ان کے لیے ٹفن میں کھانا لایا گیا، ہاتھ دھونے کی نوبت آئی تو ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضور! ٹفن کے اس خالی ڈبا میں ہاتھ دھولیں، آپ چونک گئے اور فرمایا، میں ایسا نہیں کرسکتا، یہ ”وضع الشئی فی غیر“ ہوگا کیوں کہ اسے اس لیے وضع کیا گیا ہے کہ اس میں کھانے کی چیز رکھی جائے ۔ہاتھ دھونے کے لیے وضع نہیں کیا گیا ہے ۔آپ کے اس رویے سے فقیر قادری بہت متاثر ہوا اور محسوس کیا کہ حضرت کی نظر اِن باریک مسائل پر بھی ہے ،جن تک ہر شخص کی رسائی نہیں ۔گناہوں سے نفرت واجتناب اور سختی سے سنتوں پر عمل کرنا آپ کا وطیرہ تھا۔

علمی فیضان سے سرفراز کرنے میں حضرت دریا دل تھے۔وہ جانتے تھے کہ بخل سے بڑھ کر کوئی بیماری نہیں۔راقم الحروف نے جامعہ کا شیخ الحدیث ہونے کی حیثیت سے عرض کیا کہ فضیلت کے طلبہ کو ایک حدیث شریف پڑھا کر اجازت حدیث عنایت فرمادیں، تو آپ آمادہ ہوگئے اور اس سال کے فارغ ہونے والے سارے طلبہ دورۂ حدیث کو جامعہ کے ایک روم میں بخاری شریف کی ایک حدیث شریف پڑھا کر اجازت حدیث دی ۔دریائے کرم جوش پر تھا،لہٰذا اسی مجلس میں اسیر مفتی اعظم (راقم السطور) کو سلسلہ علیہ عالیہ، قادریہ، برکاتیہ، رضویہ، نوریہ کی اجازت وخلافت سے بہرہ ور کیا۔ بعدہ سند خلافت بھی عطا فرمائی۔ الحمدللہ علی ذلک ۔ ■■

حضور اشرف الفقہا کی تصنیفات

مبارک حسین برکاتی

اشرف الفقہا مفتی اعظم مہاراشٹر مفتی محمد مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ والرضوان (خلیفہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ) مملکت علم وفضل، فہم وفراست اور حکمت ودانائی میں جس بلندی پہ فائز تھے اس کا اعتراف اہل دانش وبینش نے بیک زبان کیا ہے۔آپ بیک وقت فقیہ، محدث، مفسر، مفکر، مرشد، صوفی، قادر الکلام شاعر، منجھے ہوئے قلم کار اور جملہ علوم متداولہ اور فنون مروجہ میں منفرد حیثیت کے مالک تھے۔علمی دنیا میں اتنی جامع الصفات وکمالات شخصیت آج تک میری نگاہ نے نہیں دیکھا ۔انھیں اوصاف عالیہ کی وجہ سے آپ کو اشرف الفقہا جیسے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔آپ کی ذاتِ مبارکہ عبادت وریاضت، زہد وتقوی، خلوص وللّٰہیت، راست گوئی وحق بیانی، اکابر پرستی واصاغر نوازی، الطاف وعنایات اور اخلاق حمیدہ جیسے اعلی صفات سے متصف تھی۔ آپ کی ذاتِ ستودہ صفات انقلاب آفریں اور کثیر فیض رساں تھی، کمال حق پرستی، دعوت الی اللہ، ردو مناظرہ میں پرتو شارح بخاری (حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ) تھے تو دعوت وتبلیغ میں مبلغ اسلام (حضرت علامہ عبدالعلیم میرٹھی علیہ الرحمہ) کے مظہر نظر آتے تھے۔آپ تدریسی میدان میں اپنے استاد علامہ غلام جیلانی اعظمی کا انداز اپناتے افہام وتفہیم، درس وتدریس اور خطابت وموعظت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیت ودیعت کر رکھی تھی۔اس لیے آپ عمدۃ المدرسین اور سلطان الخطبا سے بھی مشہور تھے۔

درس وتدریس، تقریر وخطابت اور موعظت ونصیحت کی طرح آپ کا قرطاس وقلم سے بھی لگاؤ رہا ہے۔ حسب ضرورت و مصلحت مختلف موضوعات پر کتابیں اس کا بین ثبوت ہیں۔ تجلیات ناگ پور میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ فلسفہ زکات، قربانی کیا ہے؟، تاریخ کعبہ معظّمہ، جن قرآن کی روشنی میں، رمضان المبارک کے فضائل و مسائل، پیغام کربلا وغیرہ آپ کے کثیر مضامین مختلف عناوین پہ تجلیات ناگ پور میں شائع ہوئے۔آپ کی تحریر میں زبان وبیان کی پختگی ، مطالعے کی وسعت ، موضوع کی جامعیت، مواد کی فراہمی اور شائستگی کے ساتھ جگہ جگہ حسب ضرورت دقیقہ سنجی کے نمونے ملتے ہیں ۔آپ کی تصنیفات میں سے یہاں چند پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

(۱) مسائل سجدہ سہو: ابتدا میں نماز کی بنیادی باتیں، سجدہ سہو سے متعلق چند احادیث پھر سہو کے اکثر مسائل یکجا کیے گئے ہیں ۔تمام مسائل کا ماٰخذ در، رد، منیہ، فتاوی رضویہ اور بہار شریعت ہیں ۔یہ کتاب عوام وخواص اور خصوصاً ائمہ مساجد کے لیے مفید اور کارآمد ہے۔آپ کی تمام تصانیف میں یہ سب سے زیادہ مقبول اور آسان تصنیف ہے ۔کتب خانہ ناگ پور سے متعدد بار شائع ہوچکی ہے جو تقریباً ۷۰ ؍ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) تحسین العیادہ: بیماری کے محاسن، منافع اور عیادت کے فضائل پر مشتمل ایک شاہکار تصنیف ہے ۔مرکز اہل سنت برکات رضا، پوربندر گجرات سے شائع ہوچکی ہے جو تقریباً ۸۰ ؍ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۳) ارشاد المرشد : بیعت و ارادت، مرشد اور آداب مرشد پر مشتمل بہترین رسالہ ہے ۔نوری مشن مالیگاوں سے شائع ہوچکی ہے جو ۳۵ ؍ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۴) خطبات کولمبو: دس تقریروں کا مجموعہ ہے جنھیں آپ نے سری لنکا کی راجدھانی کولمبو شہر کے مختلف نشستوں میں عوام سے خطاب کیا تھا۔ یہ کتاب شانتی نگر ناگپور سے متعدد بار شائع ہوچکی ہے۔ صفحات کی تعداد ۲۴۲ ہے۔

(۵) رمضان المبارک کے فضائل ومسائل : ۱۹۶۶ء میں ’تجلیات‘ ناگ پور میں اولا شائع ہوئی، بعد میں رسالہ کی صورت میں مستقل اشاعت عمل میں آئی جو ۱۵ ؍ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۶) خطبات اشرف الفقہا: آپ کی وہ تقریریں جو وطن عزیز کے مختلف شہروں، قصبوں اور علاقوں میں ہوئی ہیں انھیں تحریر شکل دی گئی ہے جو تین ضخیم جلدوں میں زیر طبع ہے۔

(۷) تنویر العین: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام سن کر انگوٹھے چومنے پر مدلل اور مختصر کتاب ہے جس کی خاصیت یہ ہے کہ منکرین کے اکابرین کی کتابوں سے آپ نے جواز کا پہلو ثابت کیا ہے۔ یہ بھی زیر طبع ہے۔

(۸) تنویر التوقیر ترجمۃ الصلاۃ علی البشیر والنذیر: جس میں احادیث کی روشنی میں درود شریف کے فضائل ومسائل اور روحانی علاج بتایا گیا ہے جو تقریباً ۳۵۹ ؍ صفحات پر مشتمل زیر طبع ہے۔

(۹) المرویات الرضویہ فی الاحادیث النبویۃ : خدمت حدیث کی دنیا میں ایک عظیم شاہکار ہے آپ کی تصانیف میں سب سے زیادہ ضخیم جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے جو کتب امام احمد رضا خان بریلوی کے مختلف کتابوں سے ماخوذ ہیں جو تقریباً ۱۹۰۸ ؍ صفحات پر مشتمل زیر طبع ہے۔

(۱۰) فتاوی اشرف الفقہاء: آپ کے نوک قلم سے صادر ہونے والے فتاویٰ کا مجموعہ ہے جن کی تعداد تین ہزار یا اس سے کچھ زائد ہے۔آپ کے فتاوی قرآن وحدیث اور اجماع سے مبرہن ہوتے ہیں۔اپنے فتوے میں فقہ حنفی کے دلائل اور ان کی جزئیات کے ساتھ ساتھ فتاوی رضویہ اور دیگر کتب اعلی حضرت کا حوالہ ضرور پیش کرتے ہیں ۔ابھی زیر ترتیب ہے۔

(۱۱) دیوان مجیب : یہ نعت ومنقبت اور نظموں کا مجموعہ ہے۔ زیر طبع ہے۔

(۱۲) اشرف النصائح: موعظت ونصیحت اور بزرگوں کے واقعات پہ مشتمل مختصر رسالہ ہے ناگ پور شانتی نگر سے شائع ہوچکا ہے۔

(۱۳) تابشِ انوار مفتی اعظم: اپنے پیر ومرشد مفتی اعظم ہند کی سیرت وسوانح، کشف وکرامات اور مشاہدات کو جمع کیا ہے جو آپ نے سفر وحضر میں اپنے پیر ومرشد کی زندگی کا مشاہدہ کیا ہے صفحات کی تعداد ۲۱۲ ہے جو شانتی نگر ناگ پور سے شائع ہوچکی ہے۔

(۱۴) پیکر استقامت وکرامات: حضور مفتی اعظم ہند کے مناقب وکرامات پر مشتمل تقریروں کا مجموعہ ہے آل انڈیا سنی جمعیت علمائے ہند مالیگاوں سے شائع ہوچکی ہے۔

یہ آپ کی تصانیف کا اجمالی تعارف ہے۔مزید آپ کی دینی دعوتی علمی، عملی، تصنیفی خدمات کا مفصل جائزہ لیا جانا چاہیے تا کہ عوام اہل سنت پر آپ کی خدمات آشکار ہو سکے۔ قارئین سے گزارش ہے کہ ان کے کتابوں کی طرف توجہ دے کر انھیں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جو حاصل ہوجائیں انہیں توجہ اور پوری لگن سے پڑھیں ان سے بھرپور استفادہ کر کے مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے فیضان علمی سے مالا مال ہو کر عملی زندگی میں تازگی پیدا کریں۔ ■■

> آپ کی تحریر میں زبان وبیان کی پختگی، مطالعے کی وسعت، کلام کی جامعیت اور سنجیدگی وشائستگی کے ساتھ جگہ جگہ حسب ضرورت دقیقہ سنجی کے نمونے ملتے ہیں۔آپ بیک وقت فقیہ، محدث، مفسر، مفکر ، مرشد طریقت، صوفی، قادر الکلام شاعر ، اور جملہ علوم متداولہ اور فنون مروجہ میں منفرد حیثیت کے مالک تھے۔